سیدنا یزیدؒ

تحریر۔ خاور امین باجوہ ۔ کھیوڑہ

(اہل علم اس موضوع پر اپنے مقالات ارسال کر سکتے ہیں تاہم تمام مقالات سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں)

قرآن کریم اور احادیث رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم ہی شریعت الٰہی کے دو حقیقی اور بنیادی ماخذ ہیں ان کے علاوہ جو کچھ بھی ہے مثلاً تاریخ وغیرہ چونکہ اس کی بنیاد وحی الٰہی پر نہیں اس لئے وہ حجت نہیں اس لئے اس پر قرآن و حدیث کی طرح یقین و ایمان لا کر اسے قابل عمل قرار نہیں دیا جا سکتا اس لئے کہ ہم ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مکلف ہیں ایمان بالتاریخ کے نہیں۔ ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم اس لئے مکلف ہیں کہ اس کی تاکید قرآن مجید فرقان حمید خود اللہ تعالیٰ نے کرتے ہوئے فرمایا کہ "اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو" (سورۃ النساء آیت ۵۹) ایک اور جگہ مزید ارشاد فرمایا کہ "نہیں اے پیغمبرؐ تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ (خوشی خوشی) تسلیم کر لیں (سورۃ النساء آیت ۶۵) اس آیت قرآنی فرمان ربانی سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ اللہ کی طرف سے لائے ہیں اور جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صرف وہی ایک مسلمان کے لئے لائق التزام ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے جس پر آدمی کے مومن ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ ہے۔

حدیث میں نبیؐ نے اسی بات کو ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ **"لا یومن احدکم حتی یکون ہواہ تبعا لما جئت بہ"** ترجمہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس اس طریقہ کی تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں۔

قرآن و حدیث کی مندرجہ بالا تصریحات سے یہ بات واضح طور پر مترشح ہوتی ہے کہ کسی حدیث نبویؐ کے موجود ہوتے ہوئے بھی اسے تسلیم نہ کر کے اقوال الرجال نفسی خیال کے پیچھے چلنا صرف شریعت الٰہی کے مقدس حقائق کو کند چھری سے ذبح کرنے کے مترادف ہی نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید گستاخی بھی ہے جو کہ ایک مومن سے بعید ہے۔ بدقسمتی سے

ملت تبرائیہ امت ابن سبائیہ نے اپنے کذب و افترا پر مشتمل پروپیگنڈہ سے اہلسنت کے ہر طبقہ فکر کے لوگوں کے قلوب و اذہان کو اس درجہ حد مسموم کر رکھا ہے کہ آج اس کے اکثر حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ابن خال المومنین امام المتقین سیدنا امیر یزیدؒ کو دی گئی بشارت مغفرت کو تسلیم نہیں کرتے گویا سبائی پروپیگنڈہ پر مشتمل تاریخ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے علم اور وحی پاکر بشارت مغفرت کے امین خلیفتہ المسلمین سیدنا یزیدؒ کو دی گئی اس بشارت مغفرت سے زیادہ سچی اور قابل اعتماد ہے؟ یا للعجب ۔

بندہ پرور منصفی کرنا الہ کو دیکھ کر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ابن خال المومنین یزیدؒ کو دی گئی بشارت مغفرت کے الفاظ یوں ہیں **(اول جیش من امتی یغزون مدینتہ قیصر مغفور لہم)** (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۱۰)

ترجمہ :۔ میری امت کا وہ پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا اس میں شامل سب جنتی ہیں۔

قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے اس لشکر کے سپہ سالار سیدنا یزید بن معاویہؓ تھے (بخاری شریف جلد ا صفحہ ۱۵۸، مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۱۶) امیر المومنین سیدنا یزیدؒ کو رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دی گئی اس بشارت مغفرت کے بعد غلامان رسولؐ کے لئے یہ قطعاً جائز نہیں کہ وہ جھوٹی تاریخ کے سہارے بشارت مغفرت کے امین ابن خال المومنین امیر یزیدؒ کو ملعون و مردود قرار دے کر اس بشارت مغفرت کو ٹھکرا کر دیں کیونکہ قرآن کریم میں اطاعت رسولؐ سے روگردانی کرنے کو نفاق سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے **واذا قیل لہم تعالو الی ما انزل اللہ والی الرسول رایت المنافقین یصدون عنک صدودا** (سورۃ النساء آیت ۶۱)

ترجمہ :۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کے لئے کہا جاتا ہے تو تو منافقوں کو دیکھتا ہے کہ وہ تجھ سے ہٹ ہٹ کر رہتے ہیں۔

بشارت مغفرت کے امین خلیفتہ المسلمین سیدنا یزیدؒ کو رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ سے علم اور وحی پا کر دی گئی اس بشارت مغفرت کو جھٹلانے والے حضرات انصاف اور دیانتداری کے دامن کو پکڑتے ہوئے اپنے گریبان میں جھانکیں کہ کیا وہ ایسا کر کے مذکور فرمان ربانی آیت قرانی کے مصداق تو نہیں بن رہے؟ ۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ جو گھر جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

واقعات کو عقیدت و محبت کے نام پر مسخ کر کے چھپانا از روئے قرآن یہود و نصاریٰ کا عمل و فعل ہے اس لئے مسلمان ہونے کے مدعی ہر شخص پر یہ فرض ہے کہ وہ اس قبیح فعل سے مجتنب رہے نیز یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عقیدت ایک ذہنی و قلبی حالت و کیفیت کا نام ہے جبکہ واقعہ باہر کی دنیا میں ہونے والی ایک ناقابل تردید اور کھلی حقیقت کو کہتے ہیں۔ اس لئے حب حسینؓ کی اندھا دھند عقیدت میں امیر یزیدؒ کو دی گئی بشارت مغفرت کا انکار کر کے یزیدؒ کو فاسق و فاجر اور مردود و ملعون قرار دینا کسی طرح بھی درست نہیں دیا جا سکتا اور پھر سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا امیر المومنین سیدنا یزیدؒ کی بیعت کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی بیعت قرار دینا (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۱۵) نیز ہزاروں صحابہؓ اور لاکھوں تابعین کا ۵۱، ۵۲ اور ۵۳ ہجری میں امیر یزیدؒ کی امارت کے تحت حج ادا کرنا اور جہاد قسطنطنیہ میں ان کی سپہ سالاری کے تحت جہاد کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس معرکہ میں حصہ لینے والے تمام شرکاء کو بشارت مغفرت سے نوازنا اس حقیقت کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ امیر یزیدؒ فاسق و فاجر اور شرابی نہیں تھے۔ ہمیں اس بات پر بھی حیرانگی ہے کہ حدیث کی تو سند بھی موجود ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں تاریخ کی تو سند بھی نہیں اور اس کے وہ مولف جنھوں نے ابن خال المومنین امام المتقین سیدنا یزیدؒ کی قدح اور مذمت میں روایات درج کی ہیں وہ بھی شیعہ اور دشمن اسلام ہیں تو پھر ایسی تاریخ کی مدد سے رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے علم اور وحی پاکر امیر المومنین یزیدؒ کو دی گئی بشارت مغفرت کو جھوٹ اور اٹکل پچو میں کس طرح تبدیل کیا جا سکتا ہے؟

جو نبیؐ کے امر میں خطا پائے گا
وہ ظالم دیوانہ کدھر جائے گا

یہی وجہ ہے کہ نبیؐ کی زبان مقدسہ پر ایمان رکھنے والا مسلمان تو ویسے ہی یہ بات سمجھ جاتا ہے کہ اگر بعد میں امیر المومنین یزیدؒ نے اس بشارت مغفرت کا اہل ہی نہیں رہنا تھا تو نبیؐ نے اسے اللہ سے وحی پاکر یہ بشارت مغفرت دینی ہی کیوں تھی؟

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و کردار

امیر المومنین سیدنا یزیدؒ کی بشارت مغفرت کی یہ پیش گوئی اس قسم کی پیش گوئیوں میں داخل نہیں کہ جن میں بعض اعمال و افعال پر پیش گوئی کا انحصار قرار دے کر بتایا گیا ہے کہ جس کسی نے فلاں عمل اختیار کیا وہ جنتی ہو گا اور جس کسی نے فلاں فعل کیا تو وہ جہنمی ہو گا اس قسم کی پیش گوئیوں کا تعلق چونکہ اعمال و افعال سے ہوتا ہے اس لئے ان میں کسی وقت و زمانے یا شخص کی قید نہیں ہوتی بلکہ ان کی حیثیت دائمی و عمومی ہونے کی وجہ سے ہر مسلمان ہر وقت و زمانے میں اس کا مصداق ہے مثلاً ایک شخص ایک غریب و یتیم بچے کی مالی امداد کرتا ہے تو یہ فعل اس کو حسب بشارت جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہے یہی شخص جب رشوت خوری کرتا ہے تو یہ بشارت اس کے کام نہیں آئے گی کیونکہ اس قسم کی پیش گوئیوں کا انحصار اعمال و افعال پر ہوتا ہے اور جب وہ ہی نہ رہا تو بشارت کیسے رہ گئی؟ اس قسم کی پیش گوئیوں کا منشاء صرف ترغیب و تنذیر ہے یعنی صرف یہ نمایاں کرنا مقصود ہے کہ فلاں عمل لائق التزام ہے اور فلاں عمل قابل ترک۔ اس قسم کی پیش گوئی سے امیر المومنین سیدنا یزیدؒ کو دی گئی بشارت مغفرت کا کوئی تعلق نہیں بلکہ امیر المومنین سیدنا یزیدؒ کو دی گئی بشارت مغفرت دوسری قسم کی پیش گوئیوں سے تعلق رکھتی ہے کہ جس کا انحصار اعمال و افعال سے وابستہ نہیں ہوتا بلکہ ان میں بیان فرمائی ہوئی بشارتوں اور وعیدوں کا تعلق مشخص و متعین افراد سے ہوتا ہے نیز اس کا پھیلاؤ تمام وقتوں اور زمانوں پر نہیں بلکہ غیر دائمی ہونے کی وجہ سے خاص وقت اور زمانے پر ہے اس لئے ان میں چوں و چرا یا استثناء کی قطعاً گنجائش نہیں بلکہ ہمیں اس قسم کی بشارتوں کو اسی طرح یعنی من و عن قبول کرنا ہو گا جس طرح رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے وحی پاکر یہ بشارتیں دی ہیں مثلاً جس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دس (عشرہ مبشرہ) صحابہؓ کرام کو بشارت مغفرت دی ہے چنانچہ اگر صحابہؓ کرام کے متعلق ایسی متعین بشارتوں کو جھٹلانا درست نہیں تو امیر المومنین سیدنا یزیدؒ کے متعلق ایسی متعین بشارت مغفرت کو جھٹلا کر انہیں اس سے خارج کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ وہ بعد میں اس بشارت مغفرت کے اہل نہیں رہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عشرہ مبشرہ صحابہؓ کرام کے متعلق شیعہ حضرات بھی تو

یہی کہتے ہیں کہ وہ اپنے بعد کے اعمال و افعال کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت مغفرت کے اہل نہیں رہے اگر صحابہؓ کرام کے متعلق شیعہ حضرات کی یہ لغو تاویل قابل قبول نہیں تو پھر سیدنا امیر یزیدؒ کی متعین بشارت مغفرت کے متعلق یہ بالکل اسی طرح کی لغو دلیل کیونکر صحیح ہو جائے گی؟۔

بہت ہی کم پائے اپنے عارف کلام نے ہم میں آکر
سرے سے بگڑا ہے سچ پوچھو عرب کا مذہب عجم میں آکر

بنا بریں وجوہات کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ پانی میں دیا جل سکتا ہے دریا بھی الٹا بہ سکتا ہے حتیٰ کہ سورج کی کرن بھی ایک جگہ جم سکتی ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے وحی پاکر دی گئی اس طرح کی بشارات کبھی غلط ثابت نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی انہیں تاویلات کی خراد پر چڑھایا جا سکتا ہے نیز یہ بھی واضح رہے کہ ہماری تاریخ کے بیشتر مولف مثلاً مسعودی' واقدی اور ابو مخنف وغیرہ غالی شیعہ اور دشمنان اسلام تھے جس وجہ سے ایسی تاریخ' تاریخ نہیں بلکہ تاریک کہلانے کی مستحق ہے جو کہ ایسے شیعہ اور دشمنان اسلام کے ہاتھوں سے تالیف ہو کر صحابہؓ کرام اور بشارت مغفرت کے امین خلیفۃ المسلمین سیدنا امیر یزیدؒ کی مذمت اور برائیوں کا ڈھنڈورا پیٹ کر انہیں خباثت و بداعمالی کا جبہ پہنا رہی ہو۔

کسی کا ہو رہے کوئی نبیؐ کے ہو رہے ہیں ہم

نیز یہ بھی کہ

اے دیدہ عبرت دیکھ ۔ اے گوش نصیحت سن

رہ گئی بات انیس و دبیر کے مرثیوں کی تو میرے دوستو! تاریخی حقائق' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ابن خال المومنین امام المتقین سیدنا امیر یزیدؒ کو دی گئی بشارت مغفرت اور شیعیت کی وضع کردہ جھوٹی تاریخ پر مبنی اس شطحیات و مرثیوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔ چہ نسبت خاک رابا عالم پاک چنانچہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے اس جنتی لشکر کی بشارت مغفرت (بشمول سپہ سالار لشکر سیدنا امیر یزیدؒ) کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "چونکہ لشکر عدد معین کو کہا جاتا ہے اس لئے اس فوج کا ہر ہر فرد بشارت مغفرت میں شریک ہے" (منہاج السنہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۲) امیر المومنین سیدنا یزیدؒ کی پاک طینتی اور عظمت و رفعت

ہی کی وجہ سے انہی علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد و رشید حافظ ابن قیم لکھتے ہیں کہ "امیر یزیدؒ کے خلاف جتنی روایات ہیں وہ تمام جھوٹی ہیں" (المنار المنیف فی الصحیح و الضعیف صفحہ ۲۲۰) ملا علی قاری جنکی فن اسماء الرجال میں کی گئی ضیاء پاشیوں کی دھوم مچی ہوئی ہے وہ بھی لکھتے ہیں کہ "اسی طرح سیدنا معاویہؓ سیدنا عمرو بن العاصؓ اور دیگر بنو امیہ خصوصاً" امیر یزیدؒ اور ولید اور مروان بن الحکم کی برائی اور خلیفہ منصور اور خلیفہ سفاح کی تعریف کی روایات بھی جھوٹی ہیں (موضوعات کبیر صفحہ ۱۰۶)

گر نہ بیند بروز سپرہ چشم
چشمہ آفتاب راچہ گناہ

اگر ہم واقعہ کو حق و باطل اور کفر و اسلام کا معرکہ قرار دے کر سیدنا حسینؓ کو حق پر مانتے ہیں تو دین اسلام باقی نہیں رہتا اور اس واقعہ کے بعد کے تمام مسلمان اہل اسلام نہیں رہتے کیونکہ جن لوگوں کے ذریعے دین اسلام ہم تک پہنچا یعنی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام تابعین و راویان حدیث ان سب کے سب نفوس قدسیہ نے برضا و خوشی بشارت مغفرت کے امین خلیفتہ المسلمین سیدنا یزیدؒ کی بیعت کر لی تھی اس لئے باطل پرست اور کفر نواز و بے دین گروہ کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے ان کا کردار و عمل دین دشمن ہو جاتا ہے کیونکہ سیدنا حسینؓ کی طرف سے اپنے نانا کے دین کو بچانے کے لئے کئے گئے اس عظیم دینی جہاد میں نہ صرف یہ کہ انہوں نے سیدنا حسینؓ کا ساتھ نہ دیا بلکہ دشمن دین اسلام یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی وجہ سے دین دشمنی کا ثبوت بھی بہم پہنچایا اس لئے قرآن مجید فرقان حمید اور پورا سرمایہ حدیث مشتبہ ہو جاتا ہے

فمال ھولاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا

واقعہ کربلا حق و باطل اور کفر و اسلام کا معرکہ ہوتا تو دین اسلام کی خاطر ہر قسم کے مصائب اور سختیاں برداشت کر کے ثابت قدم رہنے والے اور قیصر و کسریٰ کو دن میں تارے دکھانے والے صحابہؓ کرام کی یہ مقدس جماعت بشارت مغفرت کے امین ابن خال المومنین سیدنا امیر یزید کے ہاتھ پر بیعت کر کے انہیں کبھی بھی اپنا امیر و خلیفہ تسلیم نہ کرتی نیز واقعہ کربلا کو حق و باطل اور کفر و اسلام کا معرکہ قرار دینے سے صحابہؓ کرام پر باطل پرستی اور کفر نوازی کا الزام آئے گا جو

کہ جماعت صحابہؓ کرام کے متعلق قرآنی ارشاد کے خلاف ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے **ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الرشدون** (سورۃ الحجرات آیت ۷)

ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی ہے اور تمہارے دلوں میں اس کو اچھا کر دکھایا ہے اور کفر اور نافرمانی اور گناہ سے تم میں نفرت ڈال دی ہے۔

امیرالمومنین سیدنا یزیدؒ پر باطل پرستی' بے دینی اور کفرنوازی کا الزام لگانے سے اس آیت قرآنی کے مصداق ۲۹۸ صحابہؓ کرام اور امہات المومنینؓ جنہوں نے بشارت مغفرت کے امین ابن خال المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا یزیدؒ کے ہاتھ پر بیعت کی ان پر بھی باطل پرستی' بے دینی اور کفر نوازی کا یہ لرزہ خیز الزام لگے گا (معاذ اللہ) ایسی صورت میں جماعت صحابہؓ کرام کے متعلق اس قرآنی اعلان کی کیا حیثیت ہو گی؟ ۔

تمدن تصوف ' شریعت ' کلام بتان عرب کے پجاری تمام
حقیقت خرافات میں کھو گئی یہ امت روایات میں کھو گئی

حب سیدنا حسینؓ کے اس اعتقاد کو جس کی بنیاد اندھی عقیدت' جہالت اور بے خبری پر ہے کی وجہ سے امیر یزیدؒ کو اس لئے ملعون و مردود قرار دیا جاتا ہے کہ وہ قاتل حسینؓ تھا حالانکہ امیر یزیدؒ قطعاً" ہرگز قاتل حسینؓ نہیں ہیں چنانچہ مورخ علامہ ابن جریر طبریؒ نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ "سیدنا حسینؓ کو سنان بن انس نخعی نے شہید کیا (تاریخ طبری جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۶)

واضح رہے کہ سنان بن انس نخعی کا رافضی ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ مسلمہ حقائق کو جھٹلا کر امیر یزیدؒ کو ملعون و مردود قرار دینے کے لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر یزیدؒ قتل اہلبیت میں ملوث نہیں تھا اور اس کا دامن اس سے بالکل پاک تھا تو پھر اس نے اہل بیت کا قصاص کیوں نہ لیا؟ مگر یہ اعتراض کرتے وقت اس حقیقت کو فراموش کر دیا جاتا ہے کہ سیدنا علیؓ نے بھی تو کامل الحیاء والایمان سیدنا عثمانؓ بن عفان کا قصاص نہیں لیا تھا اور صرف یہی نہیں بلکہ قاتلین عثمانؓ کو بڑے بڑے اہم عہدے تفویض کئے تھے اگر اس سے سیدنا علیؓ کی عظمت و منقبت پر آنچ نہیں آتی تو صرف قصاص نہ لینے کی وجہ سے امیر یزیدؒ کی عظمت و منقبت اور بشارت

مغفرت پر کیسے آنچ آجائے گی؟۔

غیر کی آنکھ کا تنکا تجھے نظر آتا ہے
غافل دیکھ ذرا اپنی آنکھ کا شہتیر بھی

امیر یزیدؒ کی خدمات اسلام

وہ لوگ شومئی قسمت سے ہم نے کھو دیئے
ڈھونڈا تھا آسمان نے جنہیں خاک چھان کے

ابن خال المومنین سیدنا یزیدؒ کو چار جلیل القدر صحابہؓ کرام کی شاگردی کی سعادت حاصل تھی (۱) سیدنا دحیہ کلبیؓ (۲) اسامہ بن زیدؓ (۳) سیدنا ابو درداءؓ (۴) سیدنا حجر بن حنظلہ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۲۷)

(۱) علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ "محدث ابو زرعہ دمشقی نے امیر یزیدؒ کا تذکرہ (راویان حدیث کے) اس طبقہ میں کیا ہے جو حضرات صحابہؓ سے متصل ہی آتے ہیں یہ ایک بلند مقام ہے انہوں نے کہا امیر یزیدؒ سے بہت سی احادیث بھی مروی ہیں (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۲۷)

سیدنا یزیدؒ اپنے والد سیدنا معاویہؓ کی سند سے روایت کرتے ہیں "**ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین**" (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۲۶)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو بھلائی پہنچانا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ نیز سیدنا یزیدؒ سیدنا ابو ایوب انصاریؓ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک بھی روایت کرتے ہیں

من مات لا یشرک باللہ شیئا جعلہ اللہ فی الجنتہ (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۵۹)

ترجمہ:۔ جو شخص اس حال میں فوت ہو گا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کیا ہو تو اسے اللہ جنت میں داخل کرلے گا۔

امیر المومنین سیدنا یزیدؒ کو گمراہ، باطل پرست اور بے دین قرار دینے والے حضرات غور فرمائیں کہ سیدنا امیر یزیدؒ کی روایت کردہ ایسی ہی بے شمار احادیث نبویہ کو وہ کیسے قبول کریں گے جبکہ

ان کا راوی امیر یزیدؒ ان کے نزدیک ہی ثقہ نہیں نیز کیا احادیث کا انکار نبوت کو تو مستلزم نہیں؟

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(۲) امیر یزیدؒ نے عیسائیوں کے خلاف سولہ (۱۶) جہاد کئے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۳۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندے کے قدم جہاد کی راہ میں گرد آلود ہوئے انہیں جہنم کی آگ چھو نہیں سکتی (بخاری)

(۳) سیدنا یزیدؒ خلیفہ بننے سے پہلے "خطیب الاشداق" کے نام سے آسمان شہرت پر پہنچ چکے تھے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۲۹ / ۲۱۱)

(۴) خانہ کعبہ پر سب سے پہلے دیبائے خسروی کا غلاف خلیفہ یزیدؒ بن معاویہؓ نے چڑھایا تھا (تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۱۴۷، فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۴۷)

(۵) میزبان رسولؐ سیدنا ابو ایوب انصاریؓ کی نماز جنازہ امیر یزیدؒ نے پڑھائی (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۵۸)

(۶) بشارت مغفرت کے امین سیدنا امیر یزیدؒ نے ۵۱، ۵۲ اور ۵۳ ہجری میں امیر الحج کی حیثیت سے لوگوں کو حج کرائے (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۲۹)

ان تین سالوں میں ہزاروں صحابہؓ کرام میں سے کسی ایک صحابیؓ نے بھی امیر یزیدؒ کے امارت حج کے فرائض انجام دینے پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ بخوشی ان کی زیر قیادت حج کا مقدس فریضہ ادا کیا جس سے اس حقیقت کا ثبوت ملتا ہے کہ انہی صحابہؓ کرام کی موجودگی میں سیدنا یزیدؒ کو ولی عہد بنانے کا اقدام قطعاً غلط نہیں بلکہ صحابہؓ کرام کے اسی طرز عمل اور اسی مرضی کے تبع ہے جوکہ جہاد قسطنطنیہ اور مسلسل تین سال حج میں جماعت صحابہؓ کی طرف سے سیدنا یزیدؒ کی قیادت و امارت کو تسلیم کرنے سے سامنے آچکی تھی ورنہ سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی سے پہلے کی قیادت و امارت کے مقابلہ میں کسی نے اپنا حق بتلا کر اسے تسلیم کرنے سے انکار کیوں نہ کیا؟ ۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

نیز:۔

ان مسائل میں ہے کچھ ژرف نگاہی درکار
یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں

خروج حسینؓ

سیدنا حسینؓ کی محبت ہر مسلمان کے ایمان کا جزو ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسنؓ و حسینؓ میرے دو پھول ہیں (بخاری) یہی وہ حضرات حسنینؓ ہیں کہ جن کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وعظ کے دوران منبر سے نیچے اتر آئے تھے اور انہیں گود میں اٹھا کر سب سے اگلی صف پر بٹھایا تھا (ترمذی' نسائی' ابو داؤد' مسند احمد)

بلاشبہ سیدنا حسینؓ کی یہ عظمت و منقبت اپنی جگہ پر ایک اٹل اور مسلمہ حقیقت ہے لیکن اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ان سے اندھی عقیدت رکھی جائے اور ان کے شریعت کی رو سے اس غیر درست خروج کو جائز قرار دے دیا جائے۔ کیا سیدنا حسینؓ اور سید عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے خروج سے پہلے امیر المومنین سیدنا یزیدؒ کے پاس بزرگ صحابہؓ کرام کے ہمراہ پیش ہو کر انہیں شکایات پیش کر کے قرآن و حدیث کے ذریعے قائل کرنے کی کوشش کی اور ان سے شکایات کے جواب پوچھے؟ اگر قطعاً" یقیناً ہرگز نہیں تو از روئے شریعت اس خروج کو کیونکر درست قرار دیا جا سکتا ہے نیز کئی صحابہؓ کرام مثلاً سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سیدنا ابو سعید خدریؓ" سیدنا عبداللہ بن عباسؓ" سیدنا ابو واقدی اللیثیؓ" سیدنا عبداللہ بن جعفر طیارؓ" سیدنا جابر انصاری اور محمد بن الحنفیہ (برادر حسینؓ) وغیرہ نے سیدنا حسینؓ کے خروج کو بلا جواز قرار دیتے ہوئے انہیں اقدام خروج سے منع کیا اور پھر چھپن لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی عظیم مملکت اسلامیہ کے لاکھوں مسلمانوں نے بخوشی بشارت مغفرت کے امین ابن خال المومنین سیدنا یزیدؒ کی بیعت خلافت میں دور خیر القرون میں شمولیت اختیار کی تو پھر ان کے مقابلہ میں صرف دو آدمیوں یعنی سیدنا حسینؓ اور سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کے خروج کی شرعی اور قانونی حیثیت ہی کیا ہے؟ نیز اگر بشارت مغفرت کے امین ابن خال المومنین سیدنا یزید فاسق و فاجر یا خلافت کے لئے نااہل تھے تو خود سیدنا حسینؓ نے ۵۶ ہجری میں ان کی ولی عہدی کی بیعت کیوں کی تھی؟

بنا بریں سیدنا حسینؓ کے اس سیاسی خروج کو قطعاً" جائز قرار نہیں دیا جا سکتا تاہم ہم ان کی نیت پر بھی شبہ نہیں کر سکتے کیونکہ جب سیدنا یزیدؒ کی ولی عہدی کے مسئلہ میں ہم سیدنا معاویہؓ کے خروج پر ان کی نیت پر کیسے شبہ کیا جا سکتا ہے؟ البتہ سیدنا حسینؓ کے اس خروج کو غیر درست اور اجتہادی خطا ضرور قرار دیا جا سکتا ہے ورنہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ تنہا فکر حسینؓ ہی تمام صحابہؓ اور تابعین کو دور خیر القرون میں مات دے گیا (معاذ اللہ) یہی وجہ ہے کہ خود سیدنا حسینؓ نے بھی اپنے اس موقف سے رجوع کر لیا تھا جس کی وجہ سے کوفی شیعوں نے اپنے خطوط امیر یزیدؒ کے سامنے پیش ہونے کے ڈر سے سیدنا حسینؓ کو ظلماً" شہید کر دیا۔

ذرا سی بات تھی اندیشہ عجم نے جسے
بڑھا دیا ہے یونہی زیب داستاں کے لئے